

بہ اندازِ چکیدن : خیالِ مرگ کب تسکینِ دلِ آزرده کو بخشے  
 ٹپکنے کے طور پر : مرنے و امِ تمنائیں ہے اک صیدِ زبوں، وہ بھی  
 شرح : نہ کرتا کاش ! نالہ، مجھ کو کیا معلوم تھا، ہم دم  
 مجھ عاجز کی بساط میں جو ہر دسامان ہے، وہ صرف  
 ایک ہے، یعنی نہ اتنا بُرّششِ تیغِ جفا پر نازِ مزاؤں  
 دل اور اس کی کیفیت بھی مرنے دریا ئے بے تابی میں ہے اک موجِ خوں، وہ بھی  
 یہ ہے کہ صرف مے عشرت کی خواہشِ ساقی گردوں سے کیا کچے  
 خون کا ایک قطرہ لیے بیٹھا ہے اک، دو، چار، جامِ واژگوں، وہ بھی  
 ہے۔ وہ قطرہ بھی سر جھکائے مرنے دل میں ہے غالب ! شوقِ وصل و شکوہِ ہجراں  
 نیچے کی طرف خدادہ دن کرے، جو اس سے میں یہ بھی کہوں، وہ بھی  
 لٹکا رہتا ہے گویا ابھی ٹپک پڑے گا۔

مطلب یہ ہے کہ دل کے سوا میرے پاس کوئی سر دسامان نہیں اور دل کی کیفیت  
 وہ ہے، جس کی تفصیل بتا دی گئی۔ یعنی ایک قطرہ خون ہے اور وہ بھی ٹپکا ہی  
 چاہتا ہے۔

بعض اصحاب نے اس شعر کو فیضی کے مندرجہ ذیل شعر سے ماخوذ بتایا ہے۔

دریاب کہ ماندہ است ز دل قطرہ خونے

آل قطرہ ہم از دست تو لبریز چکیدن

یعنی اے محبوب ! جان لے کہ دل میں سے خون کا ایک قطرہ باقی رہ گیا